یا رب صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک خیر الخلق کلهم

اسم تاریخی ہے

۱۳۳۷ ف

قصیدہ بردہ سعید ترجمہ مفید

۱۳۴۶ھ

مترجمہ مولوی محمد عبد الرحمن صاحب مفید وکیل پربھنی دکھن

۲۰-۱-۱۹ء

بموجب راے جناب سیدی ابو تراب علی محمد ترجمہ کیا گیا

۲۸ ۱۹ء

نامور تاج پریس چھتہ بازار حیدرآباد میں

۲۸ ۱۹ء

ترجمہ اردو قصیدہ بردہ چھاپا گیا ہے

۱۳۳۷ ف

گذارش

میرے واجب التعظیم دوست ابو تراب مولوی سید علی محمد صاحب پیشکار تحصیل جتیور ضلع پربھنی کو ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ قصیدہ بُردہ شریف کی سراپا برکت حُور اور فصاحت و بلاغتِ عرب کی یہ خوبصورت پری اُسی شانِ دلفریبی اور اپنی دلکش اداؤں کے ساتھ اُردو لباس میں جلوہ گر ہو۔ اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لئے وہ ہمیشہ مخدوم محترم مولانا مولوی محمد عبدالرحمن صاحب مفید وکیلِ پربھنی کو مجبور کرتے تھے اور صاحبِ ممدوح قصیدہ کی عظیم الشان بلاغت اور اُردو کی بے مایگی اور اپنی کمزوری کا عذر فرما دیا کرتے مگر سید صاحب کا شوق اثر کئے بغیر نہ رہا۔ اور انکی خاطر سے مجبور ہو کر مولوی صاحب نے یہ قصیدہ لکھا جسمیں اصل قصیدے کے اُسلوبِ بیان اور تاثیرِ کلام و جذبات و جوش و صداقت کی سچی ترجمانی کیگئی ہے اور مضمون کو واضح طور پر دلنشین کرنے کے لئے کہیں کہیں شرح و بسط سے

کام لیا گیا ہے اُردو میں یہ پہلا ترجمہ ہے جو صاحبِ بُردہ علیہ الرّحمہ
کے عشق و محبت اور مؤثّر پند و موعظت اور مدحِ رسولِ مقبول
صلّی اللہ علیہ وسلم کے دلکش اثر اور طلبِ مغفرت و شفاعتِ
رسول اور مناجات کی پُرجوش کیفیت کا آئینہ دار اور اُردو دان
محبّانِ رسول کے لئے نعمتِ غیر مترقّب ہے۔ یہ قصیدہ کیا ہے
مؤثّر نصیحتوں کا مجموعہ۔ ذکرِ حبیب کا خوبصورت گلدستہ
اسلام کی شوکت کا بہترین نمائندہ۔ طلبِ مغفرت کا دلکش
نمونہ۔ رقّتِ قلب کے لئے بےمثل اکسیر ہے۔ میں نے واجب التعظیم
مترجم سے بہ اصرار اس کی اشاعت کی اجازت لی تاکہ تمام
مسلمان اِس سے فائدہ اُٹھائیں۔ اپنی مجالس میں اس کو اپنا
وعظ بنائیں۔ اپنے وظائف میں اِس کو شامل فرمائیں اس کے
وِرد سے اپنے مِسِ قلب کو طلائے خالص بنائیں۔ خدائے
قادر اپنے حبیبِ پاک کے طفیل میں میری سعی کو مشکور فرمائے
اور مسلمانوں کو اِس کے وِرد سے داخلِ حسنات اور
اِس عاصی کو ماجور فرمائے اور محرّک و مترجم کی دینی

رکھتا ہے لذتوں کی جگہ دردِ جانگداز
ہے عشق ایک آفتِ جانِ وفا شعار

عمداً ہی ہے ترکِ عشق سے مجبور فطرتاً
کرتا ہے کیوں ملامتِ بیجا سے دل فگار

ہو مہر ہے عذر پر بھی جو انصاف کی نظر
تو خود ہی چھوڑ دے گا ملامت کا یہ شعار

کس طرح سے چھپاؤں محبت کے راز کو
غماز بن گئے ہیں جو تھے میرے راز دار

اک تجھ پہ کیا کہ حال مرا سب پہ کھل گیا
تھمتا ہے درد اور نہ دل کو ہے کچھ قرار

میں نے سنی نہ ایک تری پندِ بے غرض
بہرا ہے ناصحوں میں محبِّ وفا شعار

کرتا رہا نصیحتِ پیری پہ بدظنی
بے غرضی و خلوص تھا جس پند کا مدار

پیری کا اشتباہ ہے ہر بدظنی سے دور
ہونے دیا نہ بادۂ غفلت نے ہوشیار

نفسِ سرکش

اس نفس کو کسی کی ملامت کا ڈر نہیں
سر ہو گیا سفید پہ ہے یہ سیاہ کار

پیری کے ضعف میں بھی بدی سے نہ رک سکا
اسکی جہالتوں کا کوئی کیا کرے شمار

آیا بڑھاپا اور ہوئے بال سب سفید
کرتے جو نیک کام تو رہتا تھا کچھ وقار

اس میہمان کی کچھ نہ ہوئی قدر و منزلت
پیری میں بھی رکھا مجھے بدنفسیوں نے خوار

گر جانتا کہ ہو گی نہ مہمان کی مجھ سے قدر
کھلنے نہ دیتا اسکی حقیقت کو زینہار

پاتا نہ کوئی آمدِ مہماں کی کچھ خبر
ہوتا خضاب جلوۂ پیری کا پردہ دار

دیجئے لگام توسنِ سرکش کو خاردار
قابو میں جس طرح سے کہ لاتے ہیں شہسوار

بے راہیوں سے روک لے رہوارِ نفس کو
ایسا نہیں ہے کوئی مرا یارِ غمگسار

سمجھو نہ یہ کہ ہوگا گناہوں سے سیر نفس
جی بھر گیا بدی سے تو خود ہوگا شرمسار

میدانِ معصیت میں جو چھوڑا انہیں بے لگام
تھک جائیگا وہ کرکے گناہوں کو بار بار

مٹ جائینگی سب اس کی گناہوں کی خواہشیں
راہِ صواب خود ہی یہ کرلیگا اختیار

کثرت غذا کی ہو تو بڑھے ہے اور اشتہا
ہو معصیت سے قوتِ شہوت میں انتشار

پیتا ہے دودھ بچہ کو جب تک پلائیے
اور ہو شباب میں بھی یہی نیت کا مدار

مشکل سے چھوڑتا ہے اگر ماں چھڑائیے
ہے نفس خودپسند بھی جوں طفلِ شیرخوار

روک اسکی خواہشوں کو تسلط سے اسکے ڈر
غالب ہوئیں تو ہوگا تو مجروح و عیب دار

حسنِ عمل میں بھی نگرانی نفس کر
عجب و ریا کے پھولوں سے پر ہے یہ مرغزار

قاتل بشر کی ہوتی ہیں انجام کار وہ
بہتیری لذتیں جو ہیں مرغوب و خوشگوار

محسوس تک نہ ہو کہ غذا ہائے چرب ہیں
زہریلا وہ اثر ہے کہ ہو روح کا فشار

انساں ہوا ہلاک لذائذ کے شوق میں
سمجھا نہ چرب کھانے بھی ہوتے ہیں مرد آزار

ڈر سیری اور گرسنگی کے فریب سے
دونوں ہیں نفس کے لئے خطرے ہیں ہوشیار

سیری سے شر ہے گرسنگی کا زیادہ تر
اکثر پھنسے ہیں اسمیں نفوس تباہ کار

گر تو نے اپنے آپ کو اچھا سمجھ لیا
کم خواری کی صفت بھی ہے مذموم روزگار

پُرخواری اور فاقہ میں مقصود نفس ہیں
پُرخوار سے بھی بد ہے ریاکار روزہ دار

آنسو سے بدنگاہی کی آلائشوں کو دھو
کر توبۂ نصوح ندامت سے اختیار

شیطان نفس دونوں کی ہرگز نہ مان بات
کرنا نہ انکی پند و نصائح کا اعتبار

ثالث بنیں تو انکی نہ کرنا کبھی قبول
دشمن کی حکمت عملی کا نہ ہو شکار

تو جانتا ہے کید عدو مکر نفس کو
ان کا کہا نہ مان خبردار ہوشیار

قول بلا عمل کا دلوں پر ہو کیا اثر
ہوں تجھ سے اے کریم معافی کا خواستگار

اقوال میں نصیحت ہے اعمال نیک کی
ہو بے عمل کی پند کا کیا خاک اعتبار

منسوب کر رہا ہوں عقیم سے نسل کو
نسبت غلط لگائی ہے کر عفو کردگار

نیکی کا حکم کرتا ہوں اور خود ہوں بے عمل
بے راہ خود ہوں کہتا ہوں چل راہ استوار

ہے زاد آخرت میں نوافل نہ مستحب
صوم و صلوٰۃ فرض فقط ہیں مدار کار

مدح نبی

راتوں کو جاگتا تھا جو اللہ کا حبیب
نازک قدم اٹھاتے تھے جیسے ورم کا بار

کی ہر نے ترک اُس نے خوبی کی پیروی
پنہاں تھی جس میں رضیٔ خلاقِ کردگار

جو باندھتے تھے بھوک میں نازک شکم پہ سنگ
پابندیٔ حق میں رہے زور برقرار

وہ حالی ہمتی تھی کہ دیکھا نہ آنکھ بھر
قبضہ میں تھے جو زر و جواہر کو بیشمار

ہوتی جو احتیاج تو بڑھتا تھا اور زر
معصوم پر پڑا نہ کبھی دستِ روزگار

دنیا عدم سے نکلی ہے جس کے وجود سے
اُس کی کشش میں آ گیا کیا وہ فلک وقار

سردار دو جہاں کے مخدوم جن و انس
شاہنشہ عرب عجمیوں کے تاجدار

احکام اور نواہی ہیں اک صادق البیان
لا و نعم کا جس کے صداقت پہ ہے مدار

سچے نبی ہمارے محمد حبیبِ حق
جنکی شفاعتوں کی ہے دنیا امیدوار

دُنیا کا خوف ہو کہ قیامت کا دغدغہ
ہر حادثہ میں یاد اُسی کی ہے غمگسار

جس نے کیا ہے دعوتِ اسلام کو قبول
حبل المتین حق میں بندہ ہے وہ استوار

کُل انبیاء پہ صورت و سیرت میں فوق تھا
علم و کرم میں آپ تھے یکتائے روزگار

بحرِ علوم و ابرِ کرم ہیں حبیبِ حق
اک بوند ایک چلو کے سب ہیں امیدوار

ہر اک کھڑا ہے درجہ بدرجہ حضور میں
علم و حکم پہ نقطۂ و اعراب ہیں نثار

کامل ہے وصفِ ظاہر و باطن میں ذاتِ پاک
عالم کے برگزیدہ ہیں خالق کے دوستدار

ہیں اپنی خوبیوں میں منزہ شریک سے
روئے منیر حسن میں ہے باغ پر بہار

قسمت پذیر جوہرِ حسنِ نبی نہیں ‏— اک لعل تابدار ہیں اور دُرِّ آبدار

عیسائیوں کیطرح نہ کر عظمتِ نبی ‏— بیٹا بنا خدا کا نبی کو نہ زینہار

جو چاہو مدح سیّدِ ابرار کی کرو ‏— جو چاہو انکی ذات کو دو عزّت و وقار

ہر عظمت و شرف کو تو منسوب اُن سے کر ‏— ہر قدر و منزلت کا تو کر انکو تاجدار

بے انتہا ہے فضل و بزرگی رسول کی ‏— کس کا ہے منہ جو کر سکے اُن سب کو آشکار

ہوتے جو حسبِ رتبۂ ذات معجزات ‏— مُردے جلاتی نامِ مبارک کی اک پکار

حیران ہو عقل ایسا نہ دیتے تھے کوئی حکم ‏— شفقت سے چاہتے تھے۔ نہ ہو ہم کو اضطرار

تعلیم سیدھی سادی ہے نزدیک فہم ‏— حیرت نہ شک نہ فہمِ مطالب کا انتظار

عاجز ہے خلق فہمِ حقیقت سے آپ کی ‏— نزدیک و دُور سب کو ہی اس عجز کا خمار

خورشید جیسے دُور سے چھوٹا دکھائی دے ‏— نزدیک ہو تو آنکھ ہو چندھیا کے اشکبار

دنیا میں پا سکیگی وہ کُنہِ نبی کو کیا ‏— جس قوم کو ہے خواب کی خوشبو نہ اعتبار

بس انتہائے علم ہے اپنا بشر ہیں آپ ‏— ساری خدا کی خلق سے بہتر ستودہ کار

تھی یہ بھی اک کرامت نورِ محمدی ‏— لاتے تھے معجزے جو رسولانِ نامدار

آپ آفتاب اور ستارے تھے انبیاء ‏— تھے آپ ہی کے نور سے دنیا پہ نوربار

جب نورِ احمدی کا جہاں میں ہوا ظہور ‏— جی اٹھیں قومیں ابرِ ہدایت سے ایک بار

حرمت کرو نبی کی ہیئت لطیف کی
لپٹی ہوئی ہے حسن کے جامہ میں شکل پاک کی
غنچے سے نازکی میں بلندی میں چاند سے
تنہا ہی ہوئے آپ تو رعب و جلال سے
مژگان و لب تبسم ۔ دہانِ تنگ
آسودہ جسم نور ہے جس خاک پاک میں
اُس سے اُڑے خوشبو کا سونگھنے والا خوش نصیب

خلقِ حسن نے جسکو دیا اور بھی سنوار
ہے جسکی خندہ روئی کا عالم میں اشتہار
بخشش میں بحر ہمتِ عالی میں روزگار
ڈرتے تھے سب کہ ساتھ ہے اِک فوج بے شمار
دنداں ۔ صدف میں گوہرِ مکنون آبدار
کیا ہو برابر اُسکے کوئی بوئے خوشگوار
ہے نیک بخت چوم لیا جسنے وہ مزار

میلاد النبی ﷺ

ظاہر کیا ولادتِ اطہر نے جسم پاک
اُس نیک دن میں اہلِ عجم پر بھی کھل گیا
ایوانِ کسریٰ بھی اُسی شب میں شق ہوا
فارس کی آگ فرطِ ندامت سے بجھ گئی
تھے اہلِ ساوہ خشکیٔ دریا سے دردمند
پانی میں جن کی بہی وہ آئی تھی آگ میں

آغاز و اختتام ہے اک پاک یادگار
اب کہہ یہ دکھ اٹھائیگی قومِ خطا شعار
جیسی کہ اُسکی فوج پراگندہ روزگار
چشموں کو اپنے کھو دئے فارس کے رودبار
غصہ سے ٹوٹی جاتی تھی پیاسوں کی جب قطار
اندوہ و غم سے آب بھی جوں آگ شعلہ بار

دیتے تھے جن نوید جہاں نور بار تھا
مفہوم اور لفظ سے تھا صدق آشکار

کفار اسی طرح سے ہے کور چشم و کر
آثار خیر سے نہ مٹا کفر کا غبار

گوش قبول سے نہ سنیں یہ بشارتیں
دیکھا نہ برقِ خوف میں رحمت کی ہی بہار

قوموں کو کاہنوں نے خبردار کر دیا
باطل ہیں جتنے دین رہینگے نہ برقرار

دیکھا افق میں سب نے ستاروں کا ٹوٹنا
جس طرح بت زمیں پہ گرے تھے بہ انکسار

شیطانوں میں بھی ڈال دی بھاگڑ شہاب نے
رستے سے وحی کے ہوئے آخر کو سب فرار

بھاگے ہیں جس طرح سے دلیرانِ ابرہہ
لشکر ہو جیسے دستِ مبارک سے سنگبار

معجزات

پھینکا ہے مثلِ یونس تسبیح خواں انہیں
جب سنگریزے پڑھ چکے تسبیح بار بار

اشجار حکم پاتے ہی سجدہ کناں بڑھے
بے پاؤں ہو گئے وہ رواں سوئے شہریار

لکھی تھیں انکی شاخوں نے سطریں جو راہ میں
دکھلا رہا تھا خطِ اطاعت خطِ غبار

مانندِ ابر سایہ فگن تھے حضور پر
تا ہو نہ سخت دھوپ کی گرمی سے اضطرار

کھاتا ہوں سچ قسم قمرِ شق شدہ کی ہر
نسبت ولی ہے اسکو ز آقائے نامدار

جنسِ خیر اور کرم سے تھا معمور غارِ ثور
سوگند اسکی ہے کہ ہے کور نابکار

صدّیق و صدق یعنے ابوبکر اور نبی
ہیں جیتی ہمتوں کے علمدار کوہسار

سینے میں اپنے غار نے اُن کو چھپا لیا
کہتے تھے کور دل کہ ہے خالی بشر سے غار

باور کیا کہ انڈا نہ دیتی کبوترنی
جالا نہ تنتی مکڑی جو ہوتے وہ [illegible]

حفظِ خدا میں تھے ۔ نہ تھی پروا حضور کو
دُہری ہوں نہ ہیں اور ہو مضبوط تر حصار

مانگی پناہ جینے تو دی آپنے پناہ
پہنچا ہے تجھ کو پھر نہ کوئی رنج روزگار

مانگی جو جینے دولتِ دارین مل گئی
ان پاک ہاتھوں پہ مرے ماں باپ ہوں نثار

انکار کر نہ عالمِ رؤیا کی وحی سے
آنکھیں جو سو گئیں تو رہا قلب ہوشیار

یہ خواب تھے بلوغِ نبوت کے وقت بھی
ہو متخیلہ کا حال غلط کس طرح سے یار

حاشا کہ اکتسابی نہیں وحی کا شرف
اور غیب پر نبی نہ کہے جھوٹ زینہار

دستِ کرم کے چھوتے اچھے ہوئے مریض
دیوانگی سے چھوٹے جنوں کے جو تھے شکار

انکی دعا سے دور ہوئیں قحط سالیاں
روئے سپیدِ ارض پہ سبزے کی تھی بہار

بارش کا زور دیکھ کے ہوتا تھا یہ گماں
دریا کا ہے بہاؤ کہ سیلِ عرم کی دھار

گمرہ کی رہنمائی کی خاطر یہ معجزات
ظاہر ہوئے ہیں ذاتِ مبارک سے بیشمار

جیسے مسافروں کی ہدایت کیواسطے
روشن ہو آگ راتوں کو بالائے کوہسار

موتی لڑی میں ہو تو دوبالا ہو اسکا حسن
اور ہو الگ تو گھٹتی نہیں قدر زینہار

محتاج کی امید کا ملجا ہیں جنکے ہاتھ | تا دامن فضائل اخلاق باوقار

وصفِ قرآن

نازل کیے خدا نے جو آیاتِ دینِ حق
حادث ہے انکی شانِ نزول اے نکو نگار

لیکن کلامِ پاک صفت ہے قدیم کی
یا تو قدیم ہے کہ ہو معنی کا اعتبار

دیکھو کسی زمانہ سے وہ متصل نہیں
عاد و ارم معاد کا مخبر ہے باوقار

پیغمبروں کے معجزے آئے گذر گئے
فائق ہے سب پہ یکہ رہا ہے یہ برقرار

چھوڑا نہ کوئی شبہ مخالف کے ذہن میں
خواہاں کیے ختم کا نہیں سعادت شعار

آئے مقابلہ میں تو بس ڈالدی سپر
ان دشمنانِ حق جو تھے ہمت بلند تا

کیسا ہی ہو فصیحِ عرب برسرِ خلاف
رد کرے فصاحتِ قرآں اسکے وار

جس طرح موڑ دیتا ہے ہر بدنظر کمیا
مردِ غیور اپنے حریم کا نگاہدار

مانندِ موجِ بحر ہیں معنی ملے ہوئے
اور موتیوں کی قیمت و خوبی میں وہ ہزار

کثرت سے گر پڑیں تو نہ گھبرا اس سے دل
ہو انکی ندرتوں کا نہ کچھ حصر اور شمار

قاری کی آنکھیں قراتِ قرآں سے ہیں خنک
کہتا ہوں اسکو میں کہ خبردار ہوشیار

مضبوط اسکو تھام لے قسمت سے ہے لگی
حبل المتینِ حق سے ہوا تو کامگار

ورد اس کا سرد کرتا ہے دوزخ کی آگ کو
دوزخ کے ڈر سے تو جو پڑھے اسکو بار بار

یک حرف ہے کہ کر دیا چہرونکو پاک و صاف
آئے جو اسکے پاس سیہ رو گناہگار

وہ پل صراط اور ترازو ہے عدل میں
قایم رکھے نہ عدل بغیر اسکے زینہار

انکار یہ حاسد ہیں تعجب ذرا نہ کر
جاہل بنے ہیں اور ہیں دانائے روزگار

سورج سے بھاگتی ہے پر آشوب آنکھ بھی
بیمار کے دہن میں ہو تلخ آب خوشگوار

تیرے حرم کے شوق زیارت میں ہیں تمام
لے بھیج پاس میں ملجائے روزگار

محتاج فیض کے ہیں پیادہ جو آئے ہیں
سائل ہیں تجھ سے وہ بھی جو ہیں ہاتھی سوار

تو اک بڑا انسان ہے نصیحت جو تجھ سے ہے
تو نعمت بزرگ ہے اور فضل کردگار

معراج

شب میں حرم سے مسجد اقصیٰ پہنچ گئے
ہو چاند جیسے رات کی ظلمت میں نوربار

اتنے ہوئے بلند کہ پایا وہ مرتبہ
جو مل سکا کسی کو نہ تھا کوئی خواستگار

دو گوشہ کماں تھا حدوث و قدم کا فصل
اس قرب خاص کا ہو کوئی کیا امیدوار

کی انبیا نے آپکی اقصیٰ میں اقتدا
مخدوم کی جلو میں تھی خدام کی قطار

تیزی سے آسمانوں کو طے کرتے جاتے تھے
تھے فوج انبیا کے علمدار نامدار

قربِ اور ارتقا میں بڑھا ہے کون آپ سے
چھوڑی نہ سبقت کے لئے راہِ افتخار

ہے پست وزیر تیری اضافت سے ہر مقام
تو فردِ بے یگانہ ہے مقبول ہو گا

مظہرِ عظم ہو جیسے کہ مرفوع باللہ
تھا یہ محلِ رفعِ تمنا دائے کردگار

آنکھوں سے ہر مقرّبِ دربارِ قدس کی
پوشیدہ تھا جو گوہرِ مکنونِ ابرار

معراج میں تھی آپکی دعوت کی یہ غرض
ہو جائیں اسکے وصل سے مسرور کامگار

پایا ہر اک مقام نہ تھا جس میں اژدحام
بے اشتراکِ غیر ملی عزت و وقار

پایا جو مرتبہ وہ نہایت بلند ہے
جو نعمتیں ملیں وہ ہیں نایاب و بیشمار

ہوں شاد دیندار ۔ ہوا فضلِ کردگار
آیا نبی تمام نبیوں کا تاجدار

اے امتِ رسول مبارک ہو آپ کو
فضلِ خدا سے مل گیا اک رکنِ استوار

ہم اکرم الامم ہیں نبی اکرم الرسل
طاعت کا یہ صلہ ہے کرو اسپہ افتخار

ذکرِ جہاد

بعثت سے شاہ کی دلِ اعدا دہل گئے
شیروں کی گونج سے ہوں ہرن جیسے بیقرار

پھر قیامِ امن و پئے دفعِ ظلمِ کفر
مصروفِ جنگ ہوتے جو سرکار نامدار

جسطرح قیمہ ۔ کشتہ قصاب پہ ہو گو
نیزوں سے چورچور تھے یوں جسمِ نابکار

جوں پارہ ہائے گوشت ہیں گدھ ہیں اڑے — تھی آرزو بھگوڑوں کی ہنگام کارزار
دہشت سے کچھ نہ سکتے تھے لیل و نہار جنگ — ہوں اس کے ہیئے تو کر لیتے تھے شمار
گویا تھا میہمانِ عدو دینِ محترم — تھا دشمنوں کا گوشت غذا اسکی خوشگوار
اس جوش اور خروش سے بڑھتی تھی فوجِ دین — جیسے تھپیڑے مارتا ہو بحرِ موجدار
تھے حملہ ور کہ کفر کو جڑ سے اکھیڑ دیں — ہو اجرِ آخرت صلۂ جنگِ دیندار
غربت کے بعد ملتِ اسلام ہو گئی — جانِ عرب۔ عزیزِ عزیزان ہر دیار
مردانِ جنگ کی ہے کفالت میں یہ عروس — بیوہ نہو۔ سہاگ ہے اُس کا برقرار
یا بہترین باپ کی ہے تربیت میں طفل — ہوگا نہ تا ابد یہ یتیم اور سوگوار
اسلام کے مجاہد و جانباز کیا کہوں — تھے صبر اور شکوہ میں مانندِ کوہسار
باور نہو تو پوچھ لو میدانِ جنگ سے — دیکھا جو کچھ ہوا ہے تصادم جو بار بار
دریافت کیجے بدر و احد اور حنین سے — آثارِ جنگ اب بھی یہاں ہیں موجود و برقرار
کس کس طرح سے لیتی تھی عجب سے انکی جان — طاعون سے بھی سخت تھی تیر و تبر کی مار
تیغِ سپید رنگ پلٹتی تھی ہو کے سرخ — شب رنگ انکے بال بنے تھے شفق نگار
وہ شہ خط کے نیزوں سے لکھتے کتابِ جنگ — اُن کے قلم سے جسم کے تھے حرف نقطہ دار
ہتھیار مند دونوں تھے لیکن تھا صاف فرق — جسطرح ہوں گلاب و مغیلانِ خار دار

لاتی ہے باد فتح و ظفر انکی بوئے خوش
ہر پہلوان ہے غنچۂ نورس غلاف دار

تنگی تفنگ سے نہیں اپنے کمال سے
مثل درخت کوہ تھے گھوڑوں پہ شہسوار

دہشت سے جنگ کی یہ شقی ایسے بدحواس
تھا فرق شیر و بز میں نہ تفریق نور و نار

بزغالوں کی صدائیں جو پڑتی تھیں کان میں
ہوتا انہیں یقیں کہ شیروں کی ہے ڈکار

اللہ کے رسول کی نصرت ہو جیسے ساتھ
شیران بیشہ دیکھیں جو اسکو تو ہوں فرار

جو آپکے ہیں دوست وہ سب کامیاب ہیں
دشمن جو آپکے ہیں ہیں بنگئے ذلیل و خوار

اُمت حصار دیں میں ہے محفوظ اسطرح
آرامگاہ شیروں کی ہو جسطرح کچھار

قرآں نے لڑنے والے تھے دیے پچھاڑ
اور معجزوں نے کردیا اعدا کو خوار و زار

ان پڑھ ہو ایک علم کے نکتوں سے باخبر
ہو عہد جہل میں سبق آموز روزگار

ہو ایک یتیم اور بنے صاحب ادب
کر دے جو غافلان زمانہ کو ہوشیار

کافی ہے تجھ کو صرف یہی ایک معجزہ
اُمی ہو ایک علم و ادب کا خزانہ دار

طلب مغفرت و شفاعت رسول

تعریف میں امیروں کی گذری تمام عمر
نا اہلوں پر کئے درِ شعر و سخن نثار

ہوتی تھی صرف خدمت شاہی میں زندگی
جن خدمتوں کا محض خوشامد پہ تھا مدار

لکھی ہے اس امید پہ اب نعتِ مصطفےٰ
ہو سرفراز عفوِ معاصی سے خاکسار

گردن کا یہ قلادۂ مدح و ملازمت
انجامِ بد کا خوف لاتا ہے بار بار

قربانی کا ہو جیسے کہ ہیں ایک جانور
لیتے ہیں جس کی ایک اک روز جاں نثار

حاصل ہوا نہ کچھ بھی بجز حسرت و گناہ
دنیا کی خامکاری کی جیسے اعتبار

افسوس ہے تجارتِ نفسِ لئیم پر
جس نے کیا نہ دین کو دنیا پہ اختیار

دنیا ہی کے بکھیڑوں میں اپنے گذار دی
آیا خسارہ اس میں ہی جاتا رہا وقار

دنیا کے بدلے دین کو جس نے کیا فروخت
اس بیع اور سلم میں خسارہ ہے آشکار

لایا ہوں گو گناہ پہ نہ ٹوٹیگا میرا عہد
رسی نبی کے عہد کی رکھتا ہوں استوار

ہمنام ہوں - ہے یہ مرا پروانۂ نجات
ایفائے عہد ذاتِ محمد کا ہے شعار

گر آپ دستگیر ہوں اپنے فضل سے
پھر روئیے گناہوں پہ محشر میں زار زار

پلٹا پناہ گیر نہ اس در سے نامراد
حاشا کہ بخششوں سے ہو محروم امیدوار

کرتا ہوں جب سے فکرِ سخن مدح و نعت میں
ہے میرا بہترین معاون وہ ذی وقار

بارش سے جیسے کھلتے ہیں دشت و جبل میں پھول
بے بہرہ آپ سے نہ رہا دستِ خاکسار

دنیا سے ان شگوفوں کا طالب نہیں ہوں میں
نازاں زہیر مدحِ ہرم سے تھا مالدار

مناجات

اے اکرم الخلائق اے افضلِ جہاں — کس کی پناہ میں ہے اب یہ گنہگار
آئے جو سر پہ سخت مصیبت بڑی بلا — تیرے سوا نہیں ہے کوئی میرا غمگسار
اللہ تختِ عدل پہ جس آن ہو جلوہ گر — اور شانِ انتقام سے دے حکمِ گیرودار
کچھ کم نہ ہو حضور کی شانِ بزرگ ہے — ہو مجھ پہ بھی جو اک نگہِ لطف مہربار
دنیا و آخرت ہے ترے اختیار میں — جود و کرم سے تیرے ہیں موجود و برقرار
یک شمہ تیرے علم کا لوح و قلم کا علم — دارین کے قیام کا ہے تو ہی مدار
اے نفس گو گناہ ہیں تیرے بہت بڑے — اس سے کہیں زیادہ ہیں الطافِ کردگار
کیوں ہے گنہ کی عظمت و کثرت سے ناامید — فضلِ خدا کے آگے نہیں انکا کچھ شمار
رحمت خدا کی حشر میں بٹنے لگے گی جب — پائے بقدرِ جرم کے حصہ گنہگار
مطلب ہے یہ کہ جس کے زیادہ گناہ ہوں — ہوگا زیادہ تر وہی رحمت کا حصہ دار
یارب کر تو میری امیدوں کو مسترد — تیرے کرم سے تازہ ہے میری کشتِ زار
کمزور ہے کچھ ایسی مری طاقتِ شکیب — آئے مقابلہ پہ مصیبت تو ہو فرار
اس ناتوان بندے پہ کر رحم اے خدا — آیا ہے تیرے سامنے عصیاں سے شرمسار

جب تک رخت بان کی ہلتی ہوں ڈالیاں — جھونکے نسیم کے ہوں فرح بخش و خوشگوار
جب تک کہ اونٹ مست ہوں سر راگ سے — جب تک رہیں عرب میں حدی خواں شتر سوار
دے حکم یہ کہ ابر صلوٰۃ و سلام کا — برسے نبیؐ کے روضۂ اطہر پہ بیشمار
رحمت کا مینہ متصل و غیر منفصل — ہو بالدوام روح محمدؐ پہ قطرہ بار
عثمانؓ اور علیؓ و ابو بکرؓ اور عمرؓ — پرہیزگار و پاک و حلیم و کرم شعار
آل نبیؐ تمام صحابہ و تابعین — یارب تری رضا ہے ان پہ نور بار
مدّاح اور مترجم و قاری و سامعین — میخانۂ محبت احمدؐ کے بادہ خوار
ان سب کو بخش دے بہ طفیل حبیب پاک — ہیں یہ بھی تیرے فضل و کرم کے امیدوار
روز جمعہ جمادی اوّل کی بارہویں — ہجرت کا سال پنج و چہل سیصد ہزار
لکھا گیا قصیدۂ بردہ کا ترجمہ — اردو زبان میں حسن عرب کی ہے یادگار
بردہ کے نقش پا پہ چلا ہے جو سر کے بل — ہے اک غریب خستہ مفیل گناہگار
اس پر بھی لطف عفو کرم کی نگاہ ہو — عصیاں کے دشت میں ہے ندامت سے ہمکنار
بندہ ترا مربیّ و حامیِ دین پاک — عثمان علی جو ملک دکن کا ہے تاجدار
شوکت ہے اسکی شوکت اسلامیاں یہ ہے — ہوں دشمنان ملت بیضا ذلیل و خوار
یارب نظام تا بہ ابد حکمراں رہے — ہو اس کا عہد عدل میں مشہور روزگار

تمت